مرثیہ

احوال روزگار مورخ لکھا کیا
کوئی پڑھا کیا اسے کوئی سنا کیا

تحریر جب سے واقعۂ کربلا کیا
ملحد کہیں ہیں پڑھ کے ملاعین نے کیا کیا

راوی کہے ہے جنگ نے جب پایا انصرام
آلِ نبی کے خوں سے وضو کر کے اہل شام

کاٹا تھا چڑھ کے چھاتی پہ جن نے سر امام
پیچھے کھڑے ہو اُس کے دوگانہ ادا کیا

پڑھ کر نماز جمعہ کی اور خطبۂ یزید
غارت کے واسطے دھسے خیمے میں وہ پلید

لوٹا سب اس طرح سے کہ دیدو نے شنید
گھر سیل نے بھی یوں نہ کسی کا صفا کیا

یہ دخل کیا بچا ہو کسی پاس تار زر
چادر رہی حرم میں کسو کے نہ سر اوپر

باہر کیا نکال کے سب کو برہنہ سر
جتنے تھے اہل بیت انھیں بے ردا کیا

پہلے یہ چاہتے تھے لعینانِ کربلا
خیمہ سمیت اہل حرم دیجئے جلا

بولا انھیں میں ایک نہیں کام یہ بھلا
شاید کہے یزید بری بے رضا کیا

آپس میں پھر یہ بولے کہ مت لوٹ پر مرو
لوتھوں سے بوترابیوں کے سر جُدا کرو

نیزوں پہ اپنے اپنے انھیں جلد تم دھرو
مال و منال تھا جو کچھ ہم ایک جا کیا

القصہ پہلے کاٹ کے سر ان کے وہ لعیں
اُن لوتھوں میں جو تھے کوئی ذی رحم شاہِ دیں

پھر کاٹ سر انھوں کے جو تھے اور مومنین
نیزوں پہ اپنے رکھ کے انھیں برملا کیا

بے سر رہیں جو لوتھیں دیا خاک و خوں میں ڈال
چاہا کہ ان کو گھوڑوں سے کروادیں پائمال

پہنچا جو ایک شیر تو ڈر اُن سے وہ شغال
اپنے خیال خام کو دل سے جُدا کیا

پھر ابن سعد پاس وہ آئے سیاہ رو
بولے کہ کہیے وہ بھی جو کچھ اور کام ہو

نیزوں پہ سر لگے ہیں یہ ہم اُن کو دیکھ لو
کچھ دو ہمیں کہ کام یہ ہم نے بڑا کیا

www.emarsiya.com

سن کر یہ اُن لعینوں نے دیا اُن کو یہ جواب
جا شام میں یزید سے تم ہو گے فیضیاب
اب گھیر لاؤ جا کے اسیروں کو تم شتاب
میں قصد اس مکان سے اب کوچ کا کیا

لانے کو جب حرم کے گئے سب وہ نابکار
اونٹوں پہ مار مار کے کرنے لگے سوار
بولے حرم کہ مارے تم اپنے گناہگار
ہم نے نہیں تمہارا گناہ و خطا کیا

کاٹے ہمارے وارثوں کے تم نے اب گلے
لوٹے لٹائے راکھ پہ بیٹھے ہیں گھر جلے
اب یاں سے تم بتاؤ کدھر ہم کو لے چلے
چھوڑو ہمیں کہ اپنا تم اب مدعا کیا

گذرے ہیں وارثوں کو موئے آج تین دن
آنسو نہیں ہمارے تھمے اس میں ایک چھن
کانٹے ہمارے حلق میں پڑ گئے ہیں نیر بن
جنگل کا چارپایہ بھی پانی پیا کیا

پانی سے بھی نہ تم نے کیا آج تک سلوک
قطرہ تمہارے ہاتھ کا ہے ہم کو خونِ خوک
آتی ہے منھ پہ بولنے میں لہو کی ہوک
اس غم میں بسکہ سینہ ہمارا کٹا کیا

سمجھو جو یہ گناہ کہ جتنے ہیں آج تک
جگ میں کوئی موا نہیں بن موت اب تلک
مرنے کو تو مریں گے کبھی اس میں کیا ہے شک
مرتو نہ گئے پر آپ کو ہم ادھ موا کیا

لوتھیں ہم اپنی گاڑ لیں فرصت تم اتنی دو
جیدھر کو چاہو پھر ہمیں اُدھر کو لے چلو
آلِ نبی پہ اتنی تو اب مہر تم کرو
جو کچھ کہ کر چلے ہو سو تم نے بھلا کیا

اس سے زیادہ ہم کو تم اب زار مت کرو
چڑھوا کے اشتروں پہ نمودار مت کرو
رسوائے شہر کوچہ و بازار مت کرو
کم ہے یہ جور تم نے جو ہم پر روا کیا

بہتر ہے گر کرو ہمیں رخصت مدینے کو
دل سے بھلاؤ آلِ محمد کے کینے کو
ٹھنڈا کرو ٹک ایک تو زہرا کے سینے کو
مدت ہوئی کہ ہاتھ تمہارے نے جلا کیا

کہتا تھا عابدین یہی با منتِ تمام
رخصت انھوں کو تم کرو لے جاؤ مجھ کو شام
مانیں تھے یہ سخن کوئی وہ زادۂ حرام
اپنا ہی اُن لعینوں نے آخر کہا کیا

القصہ بختیوں پہ وہ غارت کو کر کے بار
اہلِ حرم کو جبر سے اونٹوں پہ کر سوار
نقارہ دے رواں ہوئے کربل سے نابکار
چالیس دن میں آپ کو واں پہنچنا کیا

لکھتا ہے آگے ناقلِ جانسوز یہ سخن
پہنچے حرم جو شام میں با رنج و با محن
بولا یہ سُن یزید وہ ملعون سگ دہن
اس دغدغے سے فوج نے مجھ کو رہا کیا

ایسا انھوں نے دل کو مرے شاد کر دیا
اس خرّمی کو میرے سراپا میں بھر دیا
لاکر مجھے حسین سے غاصب کا سر دیا
جو کچھ کروں اب ان سے کہیں سب بجا کیا

جس دم سُنا یزید سے شقیوں نے یہ بیاں
رکھ طشت زر کے بیچ سرِ شاہ دوجہاں
لے گئے حضور اُس کے بہت ہو کے شادماں
اس سر کو دیکھ دیر تلک وہ ہنسا کیا

من بعد انبساط کے کہنے لگا وہ یوں
میں چاہتا نہ تھا یہ قتیل اس جفا سے ہوں
بیعت مری قبول کریں جوں یہ جانیں توں
پر اپنے جہل سے نہ مرا مدعا کیا

پھر بعد اس کے اہلِ حرم واں گئے طلب
آئے حضور با غل و زنجیر سب کے سب
عابد انھوں میں ضعف کے مارے تھا جاں بلب
آگے سب اُن اسیروں کے اُس کو کھڑا کیا

پوچھا یہ اُس لعین نے ان سب کے پیشوا
یہ کون ہے بتاؤ تم اس کا ہے نام کیا
بولا وہ عابدین ہے بیٹا حسین کا
ان سب کے اس لئے ہم اسے پیشوا کیا

سُن اُس کو عابدین سے ہنس کر کیا خطاب
دادا ترا کہ کہتے ہیں سب جس کو بوتراب
کتنی لڑائیوں میں ہوا ہے وہ فتحیاب
تیرا پدر بھی تا دمِ آخر لڑا کیا

بھائی ترے بھی آن کے میدان میں لڑے
ہو کر رفیق باپ کے سب ٹکڑے ہو پڑے
مرنے کو یک دگر کے نہ دیکھا کئے کھڑے
تو نے تردد آکے لڑائی میں کیا کیا

عابد نے یوں جواب دیا سُن کے وہ کلام
میں بھی امام اور مرا باپ بھی امام
مرضی بغیر حق کے نہ ہو ہم سے اور کام
جو کچھ کیا ہے ہم نے سو حق کے رضا کیا

www.emarsiya.com

دنیا میں گو پہن کے ملمع کی دلق کو | کاٹا ہے گو کہ باپ ہمارے کی حلق کو
معلوم روز حشر یہ ہووے گا خلق کو | کن نے عمل بھلا کیا کن نے برا کیا

سن کر لعیں یہ کہنے لگا ہو کے زہر خند | تقدیر اور رضا کے نہایت ہو پابند
تدبیر سے ہوئے ہیں سدا ہم تو بہرہ مند | جس سے تمہارے باپ کے سر کو جدا کیا

عابد یہ سن کے بولے کہ سمجھے ہو جس کو سود | آتی ہے اس سے نار جہنم کی بوئے دود
یاں جس طرح سے چاہیے کر لیجیے نمود | نقصان ہے وہ جن نے تمھیں فائدہ کیا

اتنا ہے اس کلام کے لکھتے ہیں راویاں | بولا یزید تھا ترا دادا بھی پہلواں
تو بھی تو اس کا پوتا ہے آخر اے نوجواں | کشتی سے تو بھی آپ کو کچھ آشنا کیا

میرے بھی ایک بیٹا ہے تیرے ہی سن و سال | تجھ سے وہ کشتی لڑنے کا رکھتا ہے اب خیال
دونوں میں دیکھیں کس کو ہے اس فن میں اب کمال | تم میں سے کس نے کشتی کا فن خوب سا کیا

سجاد نے غضب سے کہا ہو کے چشم تر | کشتی کا لڑنا کار ازل سے ہے بیشتر
کشتی ہے کام اس کا جو تیرا سا ہو پسر | یہ کام کس امام نے کہہ تو بھلا کیا

یہ بات تیں کہی ہے سمجھ کر مجھے نحیف | نزدیک حق قوی ہے تو سمجھے جسے ضعیف
چاہے جو تو کہ کشتی میں مجھ کو کرے خفیف | اس امر میں سو کب میں یہ تیرا کہا کیا

مردی جو آزمائے تو یہ مان میری بات | اک تیغ اپنے بیٹے کو اک تیغ میری ہات
آپس میں ہم لڑیں کریں نظارہ کائنات | دیکھیں کہ کس کی تیغ نے کس کو دوتا کیا

کشتی لڑوں میں اس سے جو مجھ سا ہو ناامید | باپ اس کا میرے باپ کی مانند ہو شہید
قاتل ہو اس کے باپ کا بھی تجھ سا اک یزید | تب کشتی لڑ کے سمجھوں کہ میں نے بجا کیا

نانا بھی اس کے باپ کا ہو ختم مرسلین | دادا علی سا اس کا ہو سالار مومنین
زہرا سی اس کی دادی ہو مسجود اہل دیں | جس کو خدا نے حامی روز جزا کیا

www.emarsiya.com

اور باپ کے الم میں گرفتار مجھ سا ہو — غربت میں بے برادر و بے یار مجھ سا ہو
بے دست و پائی اپنی سے ناچار مجھ سا ہو — اتنا سو کس کو دہر نے بے اقربا کیا

طے بیڑیوں میں کس نے کی چالیس دن کی راہ — کھینچی مہار اونٹوں کی تا شام از پگاہ
نیزے پہ سر کو باپ کے کرتا ہوا نگاہ — یوں کن نے تجھ تک اپنے تئیں پہنچا کیا

ایسا حضور تیرے جو کوئی ہو مجھ سوا — تب کشتی اُس کے ساتھ تو میرے تئیں لڑا
بیٹے سے تیرے کشتی کی نسبت مجھے سو کیا — کیجے وہ کام تا کہے کوئی بھلا کیا

خاموش ہو رہا یہ سخن کہہ کے عابدین — تاثیر حرف اُس کے سے روتے تھے حاضرین
دیوان سے اُٹھا وہ لعیں ہو کے شرمگیں — عابد کے حق میں پھر نہیں معلوم کیا کیا

سودا خموش ہو کہ یہ ہے نظم دل فگار — روئے بہت سا عاقل و مجذوب و ہوشیار
محشر میں اس کے دیوے جزا تجھ کو کردگار
حق مرثیہ کے کہنے کا تو نے ادا کیا